خواتین کی تعلیم و تربیت: اسلام اور مسیحیت کے مشترکات کا تجزیہ

Women's education and traning: An analysis of Commonaalities of Islam and Christianity

شگفتہ نوید[i] ڈاکٹر محمد ریاض محمود[ii]

Abstract

Education refers to the continuous struggle of human beings which bestows upon the nations the development, stability and the rise. The main target of this important activity is to make familiar every class of the society with facts. Another aim of this useful job is to impart training for better fulfillment of religious and worldly affairs. In order to achieve this highly set target, all the managers and concerned individuals of education and training should be far-sighted, just, equitable, neutral and the bearer of a balanced thinking. That is why the educational and training system of developed societies, is free from the discrimination of religion, colour, creed, sex or region and provides equal opportunities to its every member for the purpose of moving ahead. In a society, where men are patronized with the wealth of knowledge and arts, women are also provided with the chance of edification and development. The credit of this high esteemed sexual equity, surly goes to the teachings of world religions especially to Islam and Christianity. Although both of these religions have laid stress on women education, however, we find some difference between the two. The main causes of this difference are the space of time of both religions and the areas and people to which both religions were revealed. Splendid performance of women in different fields of life is an award of precious teachings of these religions. In this specific religious context, the analysis of common teachings related to women education and training in Islam and Christianity is the literary and scholarly need of the hour. This research article has been written for the propagation and transmission of this social awareness among the different ranks of the society.

Keywords: Women's education, traning, Commonaalities of Islam and Christianity

i پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ

ii اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات

موضوعِ تحقیق کا تعارف

تعلیم انسانوں کی اس مسلسل شعوری جدوجہد کا نام ہے جو اقوام کو ترقی، استحکام اور عُروج سے ہمکنار کرتی ہے۔ فہم وفراست کے ارتقاء واحیاء کی غرض سے اختیار کی گئی اس قابل قدر سرگرمی کا بنیادی ہدف معاشرے کے تمام طبقات کو حقائق ومعارف سے آگاہ کرنا اور دین ودُنیا کے معاملات کی بہترین انجام دہی کے لئے تربیت فراہم کرنا ہے۔ ثقافتی ورثے کا تحفظ اور اگلی نسلوں میں اس کی منتقلی، غور وفکر اور عمل کے سود مند طریقوں سے آگاہی اور جسمانی وروحانی ترقیوں کا شعور، یہ سب کچھ تعلیم وتربیت کے معیار، نوعیت اور مقصد پر منحصر ہوتا ہے۔ اس اعلیٰ ترین نصب العین کے حصول کے لئے میدانِ تعلیم وتربیت کے منتظمین ومتعلقین کا وسیع النظر، انصاف پسند، مساوات کا حامی، غیر جانب دار اور متوازن فکر کا حامل ہونا نہایت ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحت مند معاشروں کا تعلیمی وتربیتی نظام مذہب، رنگ، نسل، جنس اور علاقہ کے امتیازات سے آزاد ہُوا کرتا ہے اور ہر کسی کو آگے بڑھنے کے یکساں مواقع میسر آتے ہیں۔ جہاں مردوں کو عُلوم وفُنون کی دولت سے نوازا جاتا ہے وہیں خواتین کی تہذیب وترقی کا بھی پورا اہتمام کیا جاتا ہے۔ کمال درجے کی اس صنفی مساوات کے ظہور کا سہرا یقیناً الہامی مذاہب خصوصاً اسلام اور مسیحیت کی تعلیمات کے سر ہے۔ مختلف شعبہ ہائے حیات میں خواتین کی قابلِ ستائش کارکردگی ان گراں قدر تعلیمات کا ہی فیضان ہے۔ اس مخصوص مذہبی پسِ منظر میں خواتین کی تعلیم وتربیت کے بارے میں اسلام اور مسیحیت کے پیش کردہ تصورات کے مشترک نکات کا تجزیہ عصرِ حاضر کی ایک اہم علمی وفکری ضرورت ہے۔ اسی سماجی شعور کی وضاحت اور مختلف طبقات میں اس کی ترسیل وترویج کے لئے زیرِ نظر تحقیقی مضمون تحریر کیا گیا ہے۔ خواتین کی تعلیم وتربیت ایک ایسا مذہبی و معاشرتی اہمیت کا حامل موضوع ہے جس پر مختلف مذاہب کے پسِ منظر سے کُتب تحریر کی گئی ہیں اور مضامین ومقالات ترتیب دیئے گئے ہیں مگر اس ضمن میں مختلف مذاہب خصوصاً اسلام اور مسیحیت کی تعلیمات کے مشترک نکات پر کوئی کتاب، مضمون یا مقالہ نظر سے نہیں گزرا۔ بلاشبہ عددی اعتبار سے مسیحیت دُنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے اور اسلام بھی شماریاتی بنیاد پر بڑے مذاہب میں شامل ہے۔ انسانی دُنیا کی اس مذہبی تقسیم کا تقاضا ہے کہ اسلام اور مسیحیت کی تعلیمات کا تقابلی مطالعہ کیا جائے۔ اس مخصوص مذہبی وشماریاتی پسِ منظر میں زیرِ نظر مضمون علمی دُنیا کے لئے ایک نئے پہلو کی دریافت کا سامان ہوگا۔

مقالہ ہذا کو پانچ اجزاء میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے جُزو میں موضوعِ تحقیق کے تعارف، اہمیت، پسِ منظر اور سابقہ کام کے جائزے کے ساتھ ساتھ مقالہ کی داخلہ تقسیم کو واضح کیا گیا ہے۔ دوسرے جزو میں اسلامی فکر وفلسفہ کے حوالے سے خواتین کی تعلیم وتربیت کی نوعیت اور اس کے مقاصد پر بحث کی گئی ہے۔ تیسرے جزو میں مسیحیت اور خواتین کی تعلیم وتربیت کے باہمی تعلق کو واضح کیا گیا ہے۔ چوتھے جزو میں خواتین کی تعلیم وتربیت سے متعلق اسلام اور مسیحیت کے مشترک نکات کو بیان کیا گیا ہے جبکہ پانچویں یعنی آخری جزو میں خلاصہ بحث تحریر کیا گیا ہے۔

اسلامی فکر وفلسفہ میں خواتین کی تعلیم وتربیت کی نوعیت اور اس کے مقاصد

خواتین کی تعلیم وتربیت ایک ایسا سماجی و مذہبی معاملہ ہے جس کی اہمیت کا احساس اسلام اور مسیحیت، ہر دو مذاہب کے حاملین کے ہاں یکساں طور پر پایا جاتا ہے۔ اگر اسلامی تعلیمات کو زیرِ بحث لایا جائے تو یہ اندازہ کرنا زیادہ مشکل نہیں کہ ظہورِ اسلام سے قبل عورت بحیثیتِ طبقہ محکوم و مظلوم تھی۔ اس وقت کے مروّجہ بعض مذاہب و قوانین میں اس کو کسی قسم کے سیاسی، سماجی، معاشی اور عائلی حقوق حاصل نہیں تھے، بعض طبقات کے نزدیک وہ سرچشمۂ گناہ تھی، اُسے اِس قابل نہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ مذہبی اُمور میں حصہ لے سکے، وہ کسی جائیداد کی وارث نہیں ہو سکتی تھی، دل خراش اور حیران کن حقیقت یہ تھی کہ بعض اوقات وہ خود جائیداد کا ایک حصہ قرار پاتی تھی، جب اس کا شوہر مر جاتا تو وہ شوہر کے بیٹے اور جانشین کے حصہ میں جائیداد کی طرح منتقل ہو جاتی اور وہ بیٹا اپنی ہی ماں کو اُس کی مرضی کے خلاف اپنی بیوی بنا لینا اپنا حق خیال کرتا تھا۔ نکاح، طلاق، عدت، نفقہ، رضاعت اور دیگر عائلی معاملات سے معقولیت کا عنصر معدوم ہو چکا تھا۔[1] ایک اور افسوسناک صورتِ حال یہ تھی کہ عرب معاشرت میں بیٹی کی پیدائش ذلت و رسوائی کا باعث خیال کی جاتی تھی۔ قرآن مجید نے اس امرِ واقعہ کو ان الفاظ میں واضح کیا ہے:

"وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ"[2]

"ان میں سے جب کسی کو لڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دل ہی دل میں بُرا محسوس کرنے لگتا ہے۔ اس بُری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے۔ سوچتا ہے کہ کیا اس کو ذلت کے ساتھ لئے ہوئے ہی رہے یا اسے مٹی میں دبا دے، آہ! کیا ہی بُرے فیصلے کرتے ہیں؟"

بیٹی کا باپ ہونے کی ذلت سے بچنے کے لئے اُس نومولود کو قتل کر دیا جاتا۔ قرآن مجید میں ہے:

"وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ"[3]

"جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا کہ کس گناہ کے بدلے وہ قتل کی گئی۔"

عرب کے بعض قبائل میں نوزائیدہ بچیوں کو زندہ درگور کرنا معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ قیس بن عاصمؓ نے زمانۂ جاہلیت میں آٹھ دس لڑکیاں زندہ دفن کی تھیں۔[4] پیغمبرِ اسلام ﷺ نے اس غیر انسانی اور غیر فطری روش کے برعکس عورت کو عزت دی، اس کی تعلیم و ترقی کا انتظام کیا اور مختلف حیثیتوں کے حوالے سے اس کے سماجی رُتبے کے فضائل بیان کئے۔ تعلیمی سرگرمیوں میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی اہمیت دی۔ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ کے مبارک عہد میں معلمین کی طرح معلمات کا بھی تقرر ہوتا تھا۔ حضرت ام ورقہؓ بنت عبداللہ اور حضرت عائشہؓ کا شمار عہدِ رسالت کی معلّمات میں بجا طور پر کیا جا سکتا ہے[5]۔

مختلف پہلوؤں سے انبیاء علیہم السلام کی حکمت ہائے عملی کا تجزیہ کیا جائے تو یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ کسی قوم میں کسی پیغمبر کے مبعوث ہونے کا ایک اہم مقصد تعلیم و تربیت ہوتا تھا۔ اس غرض کی تکمیل کا ہدف مرد اور عورت دونوں ہُوا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عورت کو دُنیا کا قیمتی متاع قرار دیا۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"الدنیامتاع وخیرالمتاع الدنیاالمراۃ الصالحۃ"[6]

"دنیا ایک سرمایہ ہے اور دنیا کا بہترین سرمایہ صالح عورت ہے۔"

عورت کو تلقین و نصیحت کرنا حضور ﷺ کے نظامِ تعلیم و تربیت میں کتنا اہم ہے، اس کا اندازہ بہت سی احادیث کے مطالعہ و تجزیہ سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

"قام النبی یوم الفطرفصلیٰ فبدابالصلاۃ ثم حطب فلمافرغ نزل فاتی النساء فذکرھنّ"[7]

"حضور ﷺ نے عید الفطر کے روز نماز کے بعد خطبہ دیا پھر عورتوں کے مجمع میں گئے اور انہیں نصیحت فرمائی۔"

دوسری حدیثِ مبارکہ ملاحظہ ہو:

"قالت النساء للنبی غلبناعلیک الرجال فاجعل لنایوم من نفسک فوعدھن یومایقھن فیه فوعظھن"[8]

"عورتوں نے آنحضور ﷺ سے کہا کہ مردوں نے آپ سے ہماری نسبت زیادہ حصہ لیا، آپ ﷺ ہمارے لئے ایک مخصوص دن رکھیں، آپ ﷺ نے ہمارے لئے وعدہ فرمایا، اس میں آپ ﷺ ان سے ملے اور انہیں نصیحت فرمائی۔"

آپ ﷺ نے اپنی دعوت و تعلیم کے ذریعے عورت کا احساسِ کمتری ختم کیا۔ اسے گھر، مال اور اولاد کا نگران وذمہ دار بنایا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"والمرأۃ راعیة علیٰ بیت بعلھاوولدہ وھی مسئولة عنھم"[9]

"بیوی اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے، اس سے ان کے متعلق بازپُرس ہوگی۔"

سورۂ ممتحنہ میں بیعت کے اصولوں کا ذکر ملتا ہے۔ عورتوں سے بیعت لیتے وقت آپ ﷺ جو عہد لیتے تھے اسے قرآن حکیم نے یوں بیان کیا ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ"[10]

"اے پیغمبر! جب مسلمان عورتیں آپ سے ان باتوں پر بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زناکاری نہ کریں گی، اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں گی اور کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں گی جو خود اپنے ہاتھوں پیروں کے سامنے گھڑلیں اور کسی نیک کام میں تیری بے حکمی نہ کریں گی تو آپ ان سے بیعت کر لیا کریں اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کریں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور معاف کرنے والا ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے تعلیم میں عورت کا خاص لحاظ رکھا تھا۔ جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں عورتوں کو شریک کیا، وہ حضور ﷺ کے خطبات سے مستفیض ہوتی تھیں۔ حارثہ بن نعمان کی صاحبزادی کہتی ہیں:

"ماحفظت ق إلامن فی رسول الله یخطب بھاکل جمعة"[11]

"میں نے سورۂ ق صرف حضور ﷺ کی زبانی یاد کی ہے، وہ ہر جمعہ اس سے خطبہ دیتے۔"

خولہ بنت القیس فرماتی ہیں کہ میں جمعہ کے روز حضور ﷺ کا خطبہ سنتی تھی اور میں عورتوں کے اخیر میں تھی۔[12] نبی محترم ﷺ عورتوں کی تعلیم کے بارے میں بڑے حسّاس اور ذمہ دار رویےّ کے حامل تھے۔ کئی مرتبہ نماز کے بعد دوبارہ عورتوں کی جانب تشریف لے جاتے اور پھر ان کو دین کی باتیں سناتے۔[13] حضور ﷺ کے اس جذبۂ تعلیم وتربیت کا اثر صحابیات پر بڑا گہرا ہوا۔ آپ ﷺ نے عورتوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے مختلف حکمت ہائے عملی اختیار فرمائیں مثلاً اگر آپ ﷺ خواتین کی تعلیم کے لئے خود نہ جاسکتے تو اپنے کسی نمائندہ کو بھیجا کرتے۔[14] حضورؐ کی تربیت کا اثر تھا کہ اصحابِ رسولؐ نے بھی تعلیمِ نسواں پر بھرپور توجہ کی۔ حضرت عمرؓ کا فرمان ہے کہ اپنی عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ۔[15] عورتوں میں حصولِ علم کے جذبے کی وضاحت حضرت عروہ بن زبیرؓ کے اس فرمان سے بخوبی ہو جاتی ہے کہ میں نے لوگوں میں سے کسی شخص کو قرآن، فرائض، حلال وحرام، شعر، اخبارِ عرب اور نسب کے بارے میں حضرت عائشہؓ سے زیادہ عالم نہیں دیکھا۔[16] نبی کریم ﷺ نے عورتوں کی تعلیمی حالت کو سُدھارنے کے لئے جو اقدامات کئے انکے واضح اثرات عہدِ رسالت کی خواتین میں نظر آتے ہیں۔ عورت نسلِ انسانی کے تسلسل واحیاء کی ہی ضامن نہیں، مربی ومعلم اور رہبر ورہنما بھی ہے۔ اسی اساسی اہمیت کے پیشِ نظر بیٹی کے احترام کو یقینی بنایا گیا۔ حضورؐ کا فرمان ہے کہ جس شخص کے ہاں بیٹی پیدا ہو وہ اسے زندہ در گور نہ کرے، اسے رُسوا نہ کرے، اپنے بیٹے کو اس پر ترجیح نہ دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔[17] عورت کی معاشرتی حیثیت کو بڑھانے اور اس کی ترویج کے لئے اسلام نے خصوصی اقدامات کئے۔ بیوی کو حق مہر سے بہرہ مند کیا جبکہ حق نفقہ مرد پر لازم قرار دیا۔[18] اسلام نے خواتین کی سماجی حیثیت اور تعلیمی استعداد کو بلند کرنے کے لئے اتنے زیادہ اقدامات کئے کہ خواتین کو معاشرے کے لئے نہ صرف یہ کہ مفید وکار آمد سمجھا جانے لگا بلکہ انہوں نے انسانی ترقی واستحکام میں جرأت مندانہ اور تاریخ ساز کارنامے انجام دیئے۔

مسیحیت اور خواتین کی تعلیم وتربیت

اسلام میں خواتین کی حیثیت اور ان میں تعلیمی شعور کو بیدار کرنے کی پُرجوش تحریک کے مطالعہ کے بعد اس ضمن میں مسیحیت کی تعلیمات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ مسیحیت میں عورت کے مقام ومرتبہ اور اس کی سماجی حیثیت وکردار پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے طبقۂ نسواں کی بہت زیادہ قدر کی اور اُنہیں اُن کی اہمیت

کا شعور عطا فرمایا۔ آپؐ نے مرد کے مقابلے میں عورت کو کبھی ثانوی حیثیت نہ دی۔ آپؐ نے ایسا کام بھی کیا جو اس عہد، معاشرے اور تمدّن میں کبھی کسی نے سُنا تک نہ تھا یعنی عورتوں کی خدمت بجالائی اور یُوں خود پر ہونے والی تنقید کو بڑے حوصلے سے برداشت کیا۔ آپؐ نے عورتوں کے احساسات کو سمجھا اور اُن کی عزت کرنے کی ترغیب دی۔ یہی وجہ ہے کہ خواتین کو بھی آپؐ کے سامنے کوئی جھجھک یا ہچکچاہٹ محسوس نہ ہوتی تھی۔ جس عورت نے اغلاط کا ارتکاب کر کے اپنی زندگی کو تباہ کر دیا تھا، آپؐ نے اس کی اغلاط کو نظر انداز نہ کیا بلکہ اس کی آنکھیں کھول دیں تاکہ وہ نئے سرے سے اپنی زندگی کا آغاز کر سکے اور اُسے مستقبل کی اُمید حاصل ہو جائے۔ آپؐ کی سماجی فکر نے عورت کو ایک نیا اعتماد دیا، آپؐ کا عمل اپنے زمانہ کے دیگر مردوں سے قطعاً مختلف تھا۔ آپؐ زمانہ کے تعصّبات سے بالکل الگ اور بالاتر تھے۔ آپؐ کی طرف سے خواتین کے عزت و وقار اور احترام کے فروغ کے لئے بہت سے اقدامات کئے گئے۔ زنا کی روک تھام، ماں کا احترام اور رشتہ دار خواتین کا ادب و تقدس وہ اہم معاملات ہیں جن پر بہت زیادہ زور دیا گیا۔[19] مسیحیت میں عمومی معاشرت خصوصاً گھریلو زندگی میں مرد اور عورت کے حقوق و فرائض میں ایک خوبصورت توازن رکھا گیا ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ تمام مرد و زن مذہبی و سماجی اعتبار سے یکساں و مساوی ہیں۔ اِفسیوں کے بیانات ملاحظہ ہوں:

> "اے بیویو! اپنے شوہروں کی ایسی تابع رہو جیسے خداوند کی۔ کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے جیسے کہ مسیح کلیسیا کا سر ہے اور وہ خود بدن کا بچانے والا ہے۔ لیکن جیسے کلیسیا مسیح کے تابع ہے ویسے ہی بیویاں بھی ہر بات میں اپنے شوہروں کے تابع ہوں۔ اے شوہرو! اپنی بیویوں سے محبت رکھو جیسے مسیح نے بھی کلیسیا سے محبت کر کے اپنے آپ کو اُس کے واسطے موت کے حوالے کر دیا تاکہ اُس کو کلام کے ساتھ پانی سے غُسل دے کر اور صاف کر کے مقدس بنائے۔ اور ایک ایسی جلال والی کلیسیا بنا کر اپنے پاس حاضر کرے جس کے بدن میں داغ یا جُھرّی یا کوئی اور اَیسی چیز نہ ہو بلکہ پاک اور بے عیب ہو، اسی طرح شوہروں کو لازم ہے کہ اپنی بیویوں سے اپنے بدن کی مانند محبت رکھیں۔ جو اپنی بیوی سے محبت رکھتا ہے وہ اپنے آپ سے محبت رکھتا ہے کیونکہ کبھی کسی نے اپنے جسم سے دُشمنی نہیں کی بلکہ اُس کو پالتا اور پرورش کرتا ہے جیسے کہ مسیح کلیسیا کو۔ اس لئے کہ ہم اُس کے بدن کے عُضو ہیں۔ اسی سبب سے آدمی باپ سے اور ماں سے جُدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہیگا اور وہ دونوں ایک جسم ہوں گے۔ یہ بھید تو بڑا ہے لیکن میں مسیح اور کلیسیا کی بابت کہتا ہُوں۔ بہر حال تم میں سے بھی ہر ایک اپنی بیوی سے اپنی مانند محبت رکھے اور بیوی اس بات کا خیال رکھے کہ اپنے شوہر سے ڈرتی رہے[20]۔"

بائیبل میں کئی ایسی عورتوں کا ذکر ہے جنہوں نے نجات کے منصوبے میں خُدا کا معاون ہونے کا حق ادا کیا۔ انہوں نے مختلف طریقوں سے نجات دہندہ کے پیدائشی عمل کے سلسلے کو جاری رکھا۔ تامار کی کوششوں سے ہی یہواہ کی نسل جاری رہی اور یہ وہی قبیلہ ہے جس سے داؤد بادشاہ پیدا ہوا اور یسوع داؤد کے گھرانے سے تھا۔[21] راحاب کے حوصلے ہی سے اسرائیل قوم وعدہ کی سرزمین میں داخل ہوئی۔[22] عورت کے تعاون سے ہی داؤد کی نسل جاری رہی۔[23] لہٰذا پرانے عہد نامے کے یہ حقائق ہم پر یہ

بات واضح کرتے ہیں کہ عورت واقعی مذہبی خدمات کی انجام دہی میں متحرک کردار ادا کر سکتی ہے۔ نیا عہد نامہ عورت کے ایمان، اس کی اعلیٰ ظرفی اور دینی خدمت میں متحرک ہونے کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔ اس دَور کی معاشرتی، مذہبی اور ثقافتی پابندیوں کی پرواہ کئے بغیر عورت نے خُدا کے کلام کو قبول کیا اور کنواری ہو کر ماں بننا قبول کیا۔ حالانکہ کسی کنواری کا اس طرح ماں بننا اتنا مشکل اور سنگین تھا جس طرح کہ آج ہمارے دور میں ہے۔ مگر خدا کی آواز پر اس طرح ہاں کہنا عورت کے جذبے اور حوصلے کی ایک بہت بڑی مثال ہے۔ اس لئے حضرت مریمؑ کا عورت ہونا اور حضرت مسیحؑ کو جنم دینا دُنیا کی تمام عورتوں کے لئے فخر اور عظمت کا نشان ہے۔ مزید برآں عورت کی ذات پر لگے ہوئے داغوں کو دھونا ہے۔ حضرت مسیحؑ کی اعلانیہ زندگی میں کئی ایسی عورتیں اُبھر کر سامنے آتی ہیں جو سرِعام حضرت مسیحؑ پر ایمان لائیں، انہوں نے خُدا کے پیغام کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ بیمار عورت کا حضرت مسیحؑ پر ایمان لانا اور ہجوم میں اُن کی پوشاک چُھو کر اور پھر سامنے آکر اقرار کرنا اس کے پختہ ایمان کی گواہی ہے۔ کتاب مرقس کا لفظ "ہجوم" استعمال کرنا اس بات کی نشاندہی ہے کہ عورت نے سرِعام اپنے ایمان کا اقرار کیا۔[24] یہوداہ اسخریوطی کا تیس دینار لیکر حضرت مسیحؑ کو موت کے حوالے کرنا لیکن عورت یعنی مریم مگدلینی کا قیمتی عطر حضرت مسیحؑ پر انڈیل کر اسے مسح کرنا اس کے ایمان اور پیار کا ثبوت ہے۔[25] شاگردوں نے اپنی آنکھوں سے معجزے دیکھے۔ کئی ہزار لوگوں کو کھانا کھلا کر روٹی کے بچے ہوئے ٹکڑوں کے کئی ٹوکرے اٹھائے۔ مگر پھر بھی وہ کئی بار حضرت مسیحؑ کو نہ پہچان سکے۔ مگر غیر قوم سے تعلق رکھنے والی عورت نے اپنے ایمان کا اظہار ان الفاظ سے کر دیا کہ پلے بھی میز کے نیچے بچوں کی روٹی کے ٹکڑوں میں سے کھاتے ہیں۔[26] بائبل کی بیان کردہ روایات کے مطابق شاگرد حضرت مسیحؑ کے ساتھ رہتے اور آپ کا جلال دیکھتے تھے۔ مردہ لڑکی کو زندہ کرتے وقت اور پہاڑ پر تبدیلیٔ صورت کے وقت وہ حضرت مسیحؑ کے ساتھ موجود تھے۔ مگر دُکھ کی گھڑی میں انہیں تنہا چھوڑ گئے۔ یہ منافقت، غداری یا ایمان کی کمزوری کسی عورت کے حصے میں نہیں آئی، علاوہ ازیں مسیحی تاریخ کے مصادر کی رُو سے یہ حقیقت ہے کہ تین عورتوں نے کلوری تک حضرت مسیحؑ کے ساتھ سفر کیا اور پھر آپؑ کی موت کے تیسرے روز قبر سے واپسی پر شاگردوں کو آپؑ کے زندہ ہو جانے کی خوشخبری سنائی۔ پولوس کے بارے میں اکثر کہا جاتا ہے کہ وہ عورتوں کے متعلق بُری رائے رکھتا تھا۔ مگر پولوس کے خطوط کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ عورتوں کے بارے میں وہ اتنا سخت نہ تھا جتنا کہ اس کے بارے میں سمجھا اور تشریح کی جاتی ہے۔ وہ عورتوں کے کلام اور کام سے بہت خوش تھا اور اگر کسی جگہ وہ عورت کو ہدایت وغیرہ کرتا ہے تو دراصل اس وقت کے ماحول اور وقت کو سامنے رکھ کر بات کرتا ہے۔ پولوس کے خطوط میں کافی عورتوں کا ذکر آتا ہے جنہوں نے تبلیغی نوعیت کے کام میں اس کا ساتھ دیا اور اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال کر انہوں نے تبلیغی مقاصد کے حصول کو آسان بنا دیا۔ یہاں تک کہ یونیاس اس کے ساتھ قید خانہ میں رہی۔[27] پرسقہ ایک ایسی عورت ہے جس کو پولوس نے سلام بھیجا اور اس کی شکر گزاری کی۔[28] یاد رہے کہ فیبہ ایسی عورت تھی جو کنکریہ کلیسا کی شماسہ تھی اور پولوس لوگوں کو اس سے تعاون کرنے کے لئے بھیجتا تھا۔[29] اس کے علاوہ کئی اور عورتیں تھیں

جن کا ذکر پولوس کے خطوط میں ملتا ہے۔ ان کو وہ سلام بھیجتا اور شکر گزاری کے کلمات کہتا ہے۔ خواتین کے ساتھ حضرت مسیحؑ نے جس بہترین سلوک کا مظاہرہ فرمایا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپؑ نے عورت سے شفقت و عنایت برتی، اس ضمن میں مرتھا اور اس کی بہن مریم کی مثال بڑی واضح ہے۔[30] آپؑ نے عورت کو یہ حق دیا کہ وہ اعتراض کر سکے اور سوال اٹھا سکے۔[31] آپؑ نے یہ حکمتِ عملی اختیار فرمائی کہ عورت کی بہترین صلاحیت کو اُبھارا جائے۔[32] اس کے مسائل کو ذاتی دلچسپی لے کر سمجھا جائے۔[33] اس کے ساتھ غیر متعصبانہ سلوک کیا جائے۔[34] یہاں تک کہ آپؑ نے خواتین کو اپنی دعوتی و تبلیغی ٹیم میں شامل کر لیا۔[35] آپؑ نے عورت کے معاملہ کو ہمیشہ سنجیدگی سے لیا۔ اس کی بہترین مثال یائر کی ہے، یائر ایک عبادت خانے کا سردار تھا، اس کی اکلوتی بیٹی بیمار ہوئی تو آپؑ نے اس کے گھر جا کر اس کی مشکل آسان کی۔[36] آپؑ نے کبھی مرد یا عورت کے لئے دہرا معیار نہیں اپنایا۔[37] آپؑ ہمیشہ عورت کی قدر و منزلت کی تصدیق کرتے نظر آئے۔[38] بعض واقعات ایسے بھی بائیبل میں درج ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ آپؑ نے عورتوں کی ذہانت اور حاضر جوابی کی تعریف فرمائی۔[39] آپؑ کے نزدیک ماں کا مقام نہایت بلند ہے۔[40] بعض روایات میں خواتین کو اہم اور حسّاس ذمہ داریوں کی تفویض کا ذکر ہے۔ یعنی آپؑ نے عورت کے ذریعے اہم تبلیغی معرکے سر کئے۔[41] مسیحی تعلیمات کے مطابق مرد و عورت کو یکساں مقام حاصل ہے۔ بائیبلی بیان ملاحظہ ہو:

"نہ کوئی مرد ہے نہ عورت کیونکہ تم سب مسیح میں ایک ہو[42]۔"

خُدا کا حکم جو آدم اور حوا دونوں کو یکساں دیا گیا اور اُنہیں مشترکہ برکت دی گئی، بائیبلی بیان ملاحظہ ہو:

"نر اور ناری انہیں پیدا کیا اور خدا نے انہیں برکت دی اور کہا کہ پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمور اور محکوم کرو[43]۔"

یہ بیان ظاہر کرتا ہے کہ یہ برکت دونوں کو بلا کسی تفریق کے برابر دی گئی۔ درحقیقت یہ ایک ہی برکت ہے جو دونوں میں یکساں تقسیم کی گئی اور جب تک وہ ایک دوسرے کے ساتھ متحد رہے اُنہیں درکار رہی۔ ان دونوں کی یکجا برکت یہ بات ثابت کرتی ہے کہ دونوں کی برابر ذمہ داری ہے۔ کسی بھی کام کی انجام دہی میں برکت ایک شرط ہے کہ دونوں مل جل کر کام کرینگے۔ مسیحی تعلیمات کی رُو سے عورت شہر پیدا کرنے والی ہے نہ کہ اس میں پیداوار کی مزدور۔ جن بچوں کو وہ جنم دیتی ہیں خواہ وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں ہوں اُن کی دیکھ بھال کرنا ہی درحقیقت ایک شہر کی بنیاد ڈالنا ہے۔ بیان ملاحظہ ہو:

"اور قائن اپنی بیوی کے پاس گیا اور وہ حاملہ ہوئی اور اُس سے حنوک پیدا ہوا۔ بعد ازاں اُس نے ایک شہر بسایا اور اُس شہر کا نام اپنے بیٹے کے نام پر حنوک رکھا[44]۔"

اگر ایک عورت اپنی ساری توجہ ایک بچے کی دیکھ بھال پر مرکوز کر دے تو وہ بچہ یقیناً ایک صحت مند بچہ ہو گا۔ اس طرح وہ ایک صحت مند معاشرے کی تعمیر کرتی ہے۔ یہ اُس کا ایک عظیم فعل ہے برعکس اس کے کہ ایک عورت اپنے لئے روزگار کی تلاش میں ملازمت کرنا منتخب کرتی ہے۔ فیکٹری میں ایک مزدور کی حیثیت سے، کسی عدالت میں، کسی اقتصادی کمپنی میں، کسی ڈیزائنر کی حیثیت سے تو وہ اپنے حقوق کی ادائیگی نہیں بلکہ وہ بخشش یا قربانی دے رہی ہے۔

مسیحی تعلیمات کے مطابق خواتین روح القدس اور حضرت مسیحؑ کی طاقت سے مردوں سے متحد ہو گئی ہیں یعنی کامل طور پر وہ مردوں جیسی مساوی حیثیت پا کر یعنی وہ تمام چیزیں جو ایک مکمل انسان بننے کے لئے درکار ہیں وہ خدا کی بادشاہت کو منکشف کرنے کو تیار ہیں۔ بیان ملاحظہ ہو:

"تاکہ مقدسین خدمت کے کام میں کامل بنیں اور مسیح کا بدن بنایا جائے جب تک ہم سب کے سب ایمان اور ابنِ خدا کی پہچان میں ایک ہو کر مکمل انسان نہ بن جائیں یعنی مسیح کے بدن کے پورے قد کے اندازے تک نہ پہنچ جائیں[45]۔"

مسیحی تعلیمات کی تکمیل اور معراج ہی یہ ہے کہ نہ مرد نہ عورت بلکہ ایک مکمل انسان یعنی کلیسیا جو خود حضرت مسیحؑ کا بدن ہے۔ پولوس اسی بات پر زور دیتا ہے کہ "نہ کوئی مرد نہ زن کیونکہ تم سب حضرت مسیحؑ میں ایک ہو"۔[46] پولوس نے جان بوجھ کر یہ لفظ یعنی مرد و زن استعمال کیا۔ وہ ہر قسم کے جنسی تشدد کی وجوہات کی جڑوں کو اُکھاڑتا ہے۔ پولوس بار بار یہ بات دہراتا ہے اور باہمی طور پر مرد و زن کے حقوق وفرائض کو مسیحی زندگی میں مساوی کہتا ہے۔ بیان ملاحظہ ہو:

"تو بھی خداوند میں نہ مرد عورت کے بغیر ہے نہ عورت مرد کے بغیر[47]۔"

تب وہ اسی حوالے کو لے کر آگے چلتا ہے اور کچھ اور چیزیں مساوات کے اس نظریے میں شامل کرتا ہے۔ حوّا کی تخلیق کا پسِ منظر واضح کرتا ہے۔ بیان ہے:

"تب آدمی نے کہا آخر کار اب یہ میری ہڈیوں میں سے ہڈی اور میرے گوشت میں سے گوشت ہے۔۔۔ اور وہ دونوں ایک تن ہوں گے۔"[48] مزید بیان ہے کہ جب وہ کہتا ہے کہ جیسے عورت مرد سے ہے ویسا ہی مرد بھی عورت کے وسیلے سے ہے مگر سب کچھ خدا سے ہیں[49]۔"

غرض کہ پولوس ہر چیز کو خُدا سے منسوب کرتا ہے اور اُسے ہی ہر چیز کا سرچشمہ قرار دیتا ہے۔ کسی طور بھی مرد یا عورت کو کسی چیز پر ترجیح نہیں لینے دیتا خصوصاً جب حضرت مسیحؑ نے اُنہیں اپنے میں متحد کیا ہے اور حقیقی زندگی کا مقصد وہ خود ہے۔ ایک عورت مسیح میں ایسے ہی متحد ہوتی ہے جس طرح ایک آدمی مسیح میں متحد ہے۔ اگر ایک مرد مسیح میں ایک عورت سے منسلک ہے تو وہ دونوں مسیح میں مکمل انسان بن جاتے ہیں۔ اس طرح جنس کا مسئلہ ایک الٰہی بھید کی صورت اختیار کر لیتا ہے جہاں اتحاد میں پاکیزگی کی فکر اور سوچ پائی جاتی ہے۔ مسیحیت میں پہلے جنم کی خوبصورتی کو خارج نہیں کیا جاتا۔ ہمیں اس بات کو کبھی نہیں بھولنا چاہیئے۔ جب انسان نے آسمان سے پانی اور روح سے جنم پایا اور مرد اور عورت کا امتیاز ختم کیا کیونکہ خُدا کے نزدیک سب کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خُدا سے روحانیت کا فیض پائیں۔

جیسے ہی مرد و زن اپنے سابقہ رویوں کو ترک کر دیں جو اُن کے غلط خیالات اور خواہشات کے آئینہ دار تھے تو حضرت مسیحؑ سے اُن کے ذہن اور روحیں تروتازہ ہو جاتی ہیں، وہ نئی انسانیت کا لبادہ پہن لیتے ہیں۔ "نیا انسان" مرد اور عورت ہونے کی

وجہ سے نہ تو خُدا کے نزدیک اور نہ ہی انسان کے نزدیک خاص یا اعلیٰ ہیں کیونکہ مسیحیت کے مطابق نیا انسان خدا کی شبیہ پر بنایا گیا ہے۔[50] مسیحیت میں تعلیم و تربیت کی ترغیب کا سامان جہاں مرد کے لئے تفصیلی طور پر موجود ہے وہاں عورت کو بھی کسی طور نظر انداز نہیں کیا گیا۔ ہر دو اجناس کو خیر و شر کی معرفت حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی، ان دونوں کے ساتھ یکساں اور مساوی سلوک کرنے کا پسِ منظر تخلیقِ آدم کے بعد تخلیقِ حوا کی دلچسپ صورت حال سے وابستہ ہے۔ کتاب پیدائش کے بیانات ملاحظہ ہوں:

"اور خُداوند نے آدم پر گہری نیند بھیجی اور وہ سو گیا اور اُس نے اُسکی پسلیوں میں سے ایک کو نکال لیا اور اُسکی جگہ گوشت بھر دیا۔ اور خُداوند خُدا اُس پسلی سے جو اُس نے آدم میں سے نکالی تھی ایک عورت بنا کر اُسے آدم کے پاس لایا۔ اور آدم نے کہا کہ یہ تو اب میری ہڈیوں میں سے ہڈی اور میرے گوشت میں سے گوشت ہے، اس لئے وہ ناری کہلائے گی کیونکہ وہ نر سے نکالی گئی۔ اس واسطے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑے گا اور اپنی بیوی سے ملا رہے گا اور وہ ایک تن ہونگے[51]۔"

حوا کی پیدائش سے قبل ہی خداوند نے آدم کو حکم دیا تھا کہ وہ باغ (جنت) کے ہر درخت کا پھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے، لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت کا پھل کھانے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ جس دن اُس نے ایسا کیا وہ مر جائے گا۔[52] مخصوص درخت سے اجتناب کرنے کا حکم آدم کے ساتھ ساتھ حوا پر بھی لاگو تھا اگرچہ حکم کا مخاطب بوقت خطاب صرف آدم تھا۔ کتاب پیدائش کے مطابق حوا نے سانپ کے کہنے پر مخصوص درخت کا پھل نہ صرف خود کھایا بلکہ اپنے خاوند کو بھی کھلایا۔ خداوند کی طرف سے ترتیب دی گئی آزمائش میں آدم وحوا ناکام ٹھہرے، نتیجتاً دونوں کو باغ (جنت) سے نکال کر زمین پر بھیج دیا گیا۔[53] اس تاریخی واقعہ کے بہت سے اسباق و نتائج ہو سکتے ہیں، بہر حال ایک بات طے ہے کہ خیر و شر کی پہچان اور اس ضمن میں ضروری تعلیم و تربیت کا اہتمام عمومی طور پر مرد و عورت دونوں کی ذمہ داری ہے نیز اس ذمہ داری سے غفلت کی جو سزا مرد کے لئے ہے وہی عورت کے لئے بھی ہے۔ یہ انسان کے لئے تشکیل دیئے گئے تربیتی منصوبے کا پہلا مرحلہ تھا۔ اس مرحلہ میں ناکامی کے بعد آدم وحوا میں خداوند کا خوف پیدا ہوا اور انہوں نے محسوس کیا کہ ان کے لئے یہ مفید و ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو تعلیم و تربیت اور اس کے تقاضوں سے ہمکنار کریں۔ ان کی تربیت کا ہی نتیجہ تھا کہ ان کے پہلے دو بیٹے قائن اور ہابل خداوند کے حضور قربانیاں لے کر آئے۔ کتاب پیدائش کے بیانات ملاحظہ ہوں:

"چند روز کے بعد یوں ہوا کہ قائن اپنے کھیت کے پھل کا ہدیہ خداوند کے واسطے لایا۔ اور ہابل بھی اپنی بھیڑ بکریوں کے کچھ پہلوٹھے بچوں کا اور کچھ اُن کی چربی کا ہدیہ لایا اور خُداوند نے ہابل کو اور اُسکے ہدیہ کو منظور کیا۔ پر قائن کو اور اُس کے ہدیہ کو منظور نہ کیا اس لئے قائن نہایت غضبناک ہُوا اور اُسکا منہ بگڑا اور خُداوند نے قائن سے کہا تو کیوں غضبناک ہُوا اور تیرا منہ کیوں بگڑا ہُوا ہے۔ اگر تو بھلا کرے تو کیا تو مقبول نہ ہو گا[54]؟"

بائیبلی بیانات سے سبق یہ حاصل ہوا کہ جو خدا کی تعلیم یعنی نیکی کی سعادت حاصل کرے گا، خدا اس سے خوش ہوگا اور اس کی قربانی کو قبولیت سے نوازے گا۔ جو خدا کی نافرمانی یعنی گناہ کرے گا، خدا اس سے ناراض ہوگا اور اس کی قربانی کو ہرگز قبول نہ کرے گا۔ عمومی اصول یہ منظر عام پر آیا کہ مرد وعورت دونوں کی تعلیم وتربیت ضروری ہے، خیر وشر میں تمیز دونوں کی ذمہ داری ہے۔ ان واقعات سے مرد وعورت دونوں کے لئے تعلیم وتربیت کی ترغیب اور اس ضمن میں ان کی حوصلہ افزائی کے واضح اشارے ملتے ہیں۔ اس حقیقت کی وضاحت احکام عشرہ سے بھی بخوبی ہوتی ہے۔ غیر معبودوں کو نہ ماننے کی تلقین، بت پرستی سے گریز، یوم سبت کی تقدیس، والدین کا احترام، قتل وزنا اور چوری سے اجتناب اور ہمسایوں کے حقوق کا لحاظ ایسے احکامات ہیں جن پر عمل کرنا مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں پر بھی لازم تھا۔[55] کتاب امثال میں حکمت، تربیت اور فہم حاصل کرنے کی ترغیب مرد وعورت دونوں کے لئے ہے۔[56] پھر نئی نسل کو تعلیم وتربیت فراہم کرنے کی ذمہ داری والدین یعنی مرد وعورت دونوں پر ڈال دی گئی ہے۔ بیان ملاحظہ ہو:

"اے میرے بیٹے! اپنے باپ کی تربیت پر کان لگا اور اپنی ماں کی تعلیم کو ترک نہ کر کیونکہ وہ تیرے سر کے لیے زینت کا سہرا اور تیرے گلے کے لئے طوق ہونگی[57]۔"

ایک ماں کو اپنی اولاد کی تربیت کے بارے میں کتنا حسّاس ہونا چاہیئے اس کا اندازہ لموائیل بادشاہ کی ماں کی نصیحتوں سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ کتاب امثال کے بیانات ملاحظہ ہوں:

"لموایل بادشاہ کے پیغام کی باتیں جو اُسکی ماں نے اُسے سکھائیں۔ اے میرے بیٹے! اے میرے رَحِم کے بیٹے! تجھے جسے میں نے نذریں مان کر پایا کیا کہوں؟ اپنی قوت عورتوں کو نہ دے۔ اور اپنی راہیں بادشاہوں کو بگاڑنے والیوں کی طرف نہ نکال۔ بادشاہوں کو اے لموایل! بادشاہوں کو میخواری زیبا نہیں۔ اور شراب کی تلاش حاکموں کو شایان نہیں۔ مبادا وہ پی کر قوانین کو بھول جائیں۔ اور کسی مظلوم کی حق تلفی کریں۔ شراب اُس کو پلاؤ جو مرنے پر ہے۔ اور مَے اُس کو جو تلخ جان ہے۔ تاکہ وہ پیئے اور اپنی تنگدستی فراموش کرے اور اپنی تباہ حالی کو پھر یاد نہ کرے۔ اپنا منہ گونگے کے لئے کھول۔ اُن سب کی وکالت کو جو بے کس ہیں۔ اپنا منہ کھول۔ راستی سے فیصلہ کر اور مسکینوں اور محتاجوں کا انصاف کر[58]۔"

اولاد کی تعلیم وتربیت میں ماں باپ کا کردار کتنا اہم ہے اس کی وضاحت اِفسیوں کے درج ذیل بیانات سے واضح ہے:

"اے فرزندو! خداوند میں اپنے ماں باپ کے فرمانبردار رہو کیونکہ یہ واجِب ہے۔ اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر (یہ پہلا حکم ہے جسکے ساتھ وعدہ بھی ہے)۔ تاکہ تیرا بھلا ہو اور تیری عمر زمین پر دراز ہو۔ اور اے اولاد والو! تم اپنے فرزندوں کو غصہ نہ دلاؤ بلکہ خداوند کی طرف سے تربیت اور نصیحت دے کر اُن کی پرورش کرو[59]۔"

مسیحی تعلیمات کے مطابق عورت نسلِ انسانی کے آغاز وتسلسل کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلی عورت یعنی حضرت حوا کو پہلے مرد یعنی حضرت آدم سے پیدا کیا اور اُن میں کمال درجے کی محبت پیدا کردی۔[60] پھر آدم نے ہی اپنی بیوی کا نام

حوّا رکھا اور کہا گیا کہ وہ سب زِندوں کی ماں ہے۔[61] مسیحی تعلیمات کے مطابق عورت کا سماجی شعور اسے نہ صرف یہ کہ نہایت کار آمد و مفید بنا سکتا ہے بلکہ تبلیغی و دعوتی مقاصد کی تکمیل کے لئے وہ متحرک وفعال کردار بھی ادا کر سکتی ہے۔ خصوصاً ماں تعلیم و تربیت اور کردار کی مضبوطی کے لئے بچے کی بہترین رہنمائی کر سکتی ہے۔ حضرت موسیٰ کی والدہ کو جب فرعون کے محل میں بطور دایہ خدمات انجام دینے کا کہا گیا تو آپؑ نے اس فرض کی انجام دہی کو رسمی کارروائی تک محدود نہ رکھا بلکہ حضرت موسیٰ کے کردار میں مضبوطی پیدا کی اور اپنے لختِ جگر کے دل میں قوم کی محبت کا جذبہ بیدار کیا۔ اسی تربیت کا اثر تھا کہ حضرت موسیٰؑ اسرائیلی قوم کے لئے نجات دہندہ بن کر مصر میں داخل ہوئے اور ان کو فرعون کی غلامی سے آزاد کرایا۔[62] حضرت موسیٰ کی بہن مریم کا کردار بھی سبق آموز اور قابلِ استفادہ ہے۔ مریم ایک ذہین اور معاملہ فہم لڑکی تھی۔ اس کی ماں نے اسے بڑا اہم کام سونپا تھا۔ اس کے چھوٹے بھائی کی زندگی اور اس کے تحفظ کا معاملہ تھا۔ اس نے یہ کام جرأت و بہادری اور حکمت و بصیرت سے انجام دیا۔ کتاب خروج کے بیانات ملاحظہ ہوں:

> "جب اُس نے اُسے کھولا تو لڑکے کو دیکھا اور وہ بچہ رو رہا تھا۔ اُسے اُس پر رحم آیا اور کہنے لگی، یہ کسی عبرانی کا بچہ ہے۔ تب اُس کی بہن نے فرعون کی بیٹی سے کہا کیا میں جا کر عبرانی عورتوں میں سے ایک دائی تیرے پاس بُلا لاؤں جو تیرے لئے اس بچے کو دودھ پلایا کرے۔ فرعون کی بیٹی نے اُسے کہا جا۔ وہ لڑکی جا کر اُس بچے کی ماں کو بُلا لائی۔ فرعون کی بیٹی نے اُسے کہا تو اس بچے کو لے جا کر میرے لئے دودھ پلا۔ میں تجھے تیری اُجرت دیا کرونگی۔ وہ عورت اُس بچے کو لے جا کر دودھ پلانے لگی۔ جب بچہ کچھ بڑا ہوا تو وہ اُسے فرعون کی بیٹی کے پاس لے گئی اور وہ اُس کا بیٹا ٹھہرا اور اُس نے اُس کا نام موسیٰ یہ کہہ کر رکھا کہ میں نے اُسے پانی سے نکالا[63]۔"

دراصل مسیحی تعلیمات کے مطابق حضرت موسیٰ کی بہن مریم کی حیثیت ایک نبیہ کی تھی۔ وہ اپنے قول و فعل سے خُدا کی بزرگی بیان کرتی تھی۔ حضرت موسیٰؑ جب دعا کے لئے پہاڑ پر تشریف لے جاتے تھے تو پوری قوم کا انحصار مریم کی رہنمائی اور نگرانی پر ہوتا تھا۔ اس نے خود کو قوم کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا تھا۔[64] اس نے اپنے بھائی موسیٰ کی کامیابی پر نغمے گائے۔[65] بائیبل میں مذکور خواتین میں دبورہ کا نام بڑا معروف ہے۔ وہ لوگوں کے درمیان فیصلے کیا کرتی تھی۔[66] بائیبل اور مسیحی تعلیمات کے دیگر مصادر کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ خواتین کی تعلیم و تربیت کے بارے میں مسیحی فکر مکمل طور پر یکسو ہے عورت کے سماجی کردار، تعلیمی جدوجہد اور روحانی تجربات کے میدان میں مسیحیت نے عورت کو کبھی نظر انداز نہیں کیا۔

خواتین کی تعلیم وتربیت سے متعلق اسلام اور مسیحیت کے مشترکات

اسلام اور مسیحیت کو ادیانِ عالم میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ دونوں مذاہب خواتین کی تعلیم و تربیت کے زبردست حامی ہیں۔ جو ہلکا پھلکا اور لطیف فرق ہمیں نظر آتا ہے اس کی بنیادی وجہ دونوں مذاہب کے پھیلاؤ کے ابتدائی علاقہ، زمانہ اور لوگوں کی معاشرت کا مختلف ہونا ہے۔ خواتین کی تعلیم و تربیت سے متعلق دونوں مذاہب کی تعلیمات کے مشترکات کو درج ذیل نکات کی

شکل میں واضح کیا جا سکتا ہے۔

1. خواتین کی تعلیم وتربیت کو اسلام اور مسیحیت، دونوں مذاہب میں یکساں اہمیت حاصل ہے۔
2. دونوں مذاہب میں خواتین کی سماجی حیثیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔
3. دونوں مذاہب میں خواتین کے تدریسی منصب کو احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔
4. حضرت محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، دونوں نے خواتین کو تلقین ونصیحت فرمائی۔
5. دونوں مذاہب میں عورت گھر، خاوند کے مال اور اس کی اولاد کی نگران ہے۔
6. دونوں مذاہب میں عقائد، عبادات اور معاملات کے ضمن میں مرد وعورت میں کوئی امتیاز نہیں برتا جاتا۔
7. دونوں مذاہب میں اُن خواتین کا بڑا احترام کیا جاتا ہے جو دعوتِ دین اور وعظ ونصیحت کے میدان میں فعال کردار ادا کرتی ہیں۔
8. دونوں مذاہب کے بانیان کے سامنے خواتین بلا جھجک اپنے مسائل بیان کرتی تھیں جنھیں سنجیدگی سے سُنا جاتا تھا اور اُن مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔
9. دونوں مذاہب میں بیویوں کو خاوندوں کی اطاعت شعار رہنے کا درس دیا گیا۔
10. دونوں مذاہب میں خاوندوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ بیویوں سے محبت کریں اور اُن کی ناز برداری کریں۔
11. حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو دونوں مذاہب میں نہایت مقدس مقام حاصل ہے۔ دونوں مذاہب آپ کی پاک دامنی اور عظمت کے اقراری ہیں۔
12. دونوں مذاہب ایسی معاشرت کے داعی ہیں جس میں عورت کسی معاملہ پر اعتراض کر سکے اور کسی سوال کو اُٹھا سکے۔
13. حکمتِ عملی کی تشکیل اور منصوبہ بندی کے مختلف مراحل میں عورت ایک ذمہ دار کردار ادا کر سکتی ہے۔ اس حقیقت کا اندازہ دونوں مذاہب کے بنیادی مصادر کے مطالعہ سے بخوبی ہو جاتا ہے۔
14. اولاد کی تعلیم وتربیت والدین کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ دونوں مذاہب والدین کی اس ضمن میں مساوات کے قائل ہیں۔
15. علم وحکمت کا حصول مرد وعورت، دونوں کی ذمہ داری ہے۔ دونوں مذاہب اس ذمہ داری کی ادائیگی کا حکم دیتے ہیں۔
16. ماں باپ کی فرمانبرداری کا درس دونوں مذاہب میں یکساں طور پر موجود ہے۔

خلاصہ بحث

تمام گزارشات کا حاصل یہ ہے کہ تعلیم و تربیت وہ صالح وظیفہ ہے جس کی مدد سے انسانی قلب و ذہن کی اصلاح و ترقی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ یہ منفرد عمل آموزش، تلقین، ہدایت، نصیحت اور تہذیب سمیت بہت سے مفید عناصر کا مرکب ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ عمل مسلسل ورواں ہے اور شعوری بھی۔ فہم وفراست کے ارتقاء واحیاء سے وابستہ اس بامقصد سرگرمی میں مرد وعورت، دونوں کی حیثیت یکساں ومساوی ہے۔ اسلام اور مسیحیت ہر دو مذاہب نے اس ضمن میں بھرپور دانش اور سنجیدگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ دونوں مذاہب میں خواتین کے احترام، ان کی مذہبی و سماجی حیثیت کے اعتراف اور اُن کی تعلیم و تربیت کے لئے بہترین انتظامات کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا ہے۔ خواتین کے تعلیمی، تدریسی اور تبلیغی کردار کی دونوں مذاہب میں ستائش کی گئی ہے۔ خواتین کو گھر، خاوند کے مال اور اس کی اولاد کا ذمہ دار بنایا گیا ہے۔ دونوں مذاہب مذہبی عقائد اور عبادات ومعاملات میں مرد و عورت دونوں کو ذمہ دار حیثیت عطا کرتے ہیں۔ عورت کی تعلیم و تربیت اور اس بُنیاد پر اُس کو ملنے والے سماجی رُتبہ کے معاملہ میں دونوں مذاہب ہم آواز ہیں۔ الغرض خواتین کی تعلیم و تربیت کے بارے میں اسلام اور مسیحیت کی مشترکہ فکر طبقہ نسواں کی ترقی کے لئے ایک بہترین بنیاد ہے۔ یہ بُنیاد ہمہ جہت سماجی انقلاب بپا کرنے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے اس پسِ منظر میں ساری انسانیت کو مذہبی تقسیم سے بالاتر ہو کر مشترک نکات پر مشترک جدوجہد کے لئے خود کو تیار کرنا چاہیے۔

حواشی وحوالہ جات

1 R. C. Dut, Ancient India, London, 1966, P. 220-Mahajan, Vidyahar, Muslim Rule in India, Bomby, 1965, P. 74-Wieth Knudsen, Short History of Middle Ages, Paris, 1976, P. 21-Barberino, Francesco, Encyclopedia of Education, London, 1973, Vol. 3, P. 1210-Davis, Jonn Lang, Short History of Women, Oxford, 1977, P. 67---Chopart, Victor, The Roman World, London, 1955, P. 130-Landry, Latour, English Life and Manners in the Middle Ages, Paris, 1949, P. 39

2 سورۃ النحل16: 59

3 سورۃ التکویر81: 8-9

4 ابن کثیر، اُبوالفداءاِسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم (مصر: دار الکتب، 1385ھ) 4: 478

5 ڈاکٹر محمد حمید اللہ، عہد نبوی کا نظام حکمرانی (کراچی: اردو اکیڈمی، 1987ء) ص: 206

6 امام مسلم، مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 1988ء) کتاب الرضاع 2: 408

7 امام بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری (کراچی: دار الاشاعت، 1984ء) کتاب الصلوٰۃ 3: 223

8 صحیح البخاری، کتاب العلم: 93

9 صحیح البخاری، کتاب الاحکام 2: 138

10 سورۃ الممتحنہ60: 12

11 صحیح مسلم، کتاب الجمعہ3: 13

12 البصری، محمد بن سعد ، الطبقات الکبریٰ(بیروت: دار الکتب العلمیۃ،1410ھ) 8: 217

13 صحیح البخاری، کتاب العلم، باب عظۃ الامام النساء: 23

14 ابوداؤد، سلمان بن اشعث، سنن ابی داؤد(لاہور: مکتبہ رحمانیہ،،1994ء) کتاب الصلاۃ، باب خروج النساء فی العید: 206

15 قرطبی، أبوعبداللہ محمد بن أحمد قرطبّی، تفسیر القرطبّی(قاہرہ: دار الکتب المعصریۃ،1384ھ) 12: 158

16 ذہبی، أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز، تذکرۃ الحفاظ(بیروت: دار الکتب العلمیۃ،1419ھ) 1: 27

17 سنن ابی داؤد، کتاب الادب3: 280

18 سورۃ النسا4: 4---سورۃ البقرۃ2: 233

19 احبار20: 9- 21

20 اِفسیوں5: 22- 33

21 تکوین38: 3- 6

22 یوشع2: 3-6

23 راعوت4۴: 13- 22

24 مرقس5: 33- 34

25 متی26: 6- 13

26 مرقس7: 28

27 رومیوں26: 7

28 قرنتھیوں1: 16- 19---تیموتاؤں4: 4- 19

29 رومیوں16: 3

30 یوحنا11۱۱: 5---لوقا10۱۰: 38- 42---یوحنا12: 1- 11

31 یوحنا4: 1- 26

32 یوحنا4: 27- 42

33 لوقا7: 11-17

34 لوقا7: 36- 50

35 لوقا8: 1-3

36 متی9: 18- 25

37 یوحنا8: 2-11

38 لوقا13: 10- 16

39 مرقس 7: 24- 30

40 متی 19: 13- 15

41 متی 27: 55- 61

42 گلتیوں 3: 28

43 پیدائش 1: 27- 28

44 پیدائش 4: 17

45 افسیوں 4: 12- 13

46 گلتیوں 3: 28

47 کرنتھیوں 11: 11

48 پیدائش 2: 23- 24

49 کرنتھیوں 11: 12

50 افسیوں 4: 24

51 پیدائش 2: 21- 25

52 پیدائش 2: 16- 17

53 پیدائش 3: 1- 20

54 پیدائش 4: 3- 7

55 خروج 20: 1- 17

56 امثال 1: 1- 33

57 امثال 1: 8-9

58 امثال 31: 1-9

59 اِفسیوں 6: 1-4

60 پیدائش 2: 21- 25

61 پیدائش 3: 20

62 وکلف اے-ایس و مسز ایف تاج، جین کارسن، خواتین بائبل (لاہور: مسیحی اشاعت خانہ، فیروز پور روڈ، 2017ء) ص: 49

63 خروج 2: 6- 10

64 جین کارسن، خواتینِ بائبل 73: 82

65 نفس مصدر 20: 15- 21

66 قضاۃ 4: 4